نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

رِبا (سود) کے بارے میں ایک نایاب رسالہ کی
79 سال بعد پہلی تحقیقی اشاعت

التحقیق المُعلّٰی فی ممانعۃ الرِّبا

(۱۳۴۰ھ)

تالیف

حضرت علامہ مولانا ابو المساکین ضیاء الدین پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ

(مدیر: ماہنامہ تحفہ حنفیہ) (۲۸ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ)

تحقیق، تخریج و ترتیبِ نو

ابو ثوبان ملک کاشف مشتاق عطاری المدنی

ناشر

جمعیت اِشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 021-32439799

نام کتاب : التحقیق المعلیٰ فی ممانعة الربا

تالیف : مولانا ابو المساکین مفتی ضیاء الدین پیلی بھیتی

تحقیق، تخریج وترتیب نو : ابو ثوبان ملک کاشف مشتاق عطاری المدنی

اشاعتِ اوّل : ماہ صفر ۱۳۶۰ھ بریلی الیکٹرک پریس - بریلی

اشاعتِ دوم : جمادی الاخریٰ ۱۴۳۹ھ، مارچ 2018ء

تعدادِ اشاعت : 5000

اشاعتِ اوّل : ماہ صفر ۱۳۶۰ھ بریلی الیکٹرک پریس - بریلی

اشاعتِ دوم : جمادی الاخریٰ ۱۴۳۹ھ، مارچ 2018ء

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

خوشخبری : یہ کتاب اس ویب سائٹ پر بھی ہے

www.ishaateislam.net

فہرستِ مضامین

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ مالک الملک اور قادرِ مطلق ہے، اس نے بندوں کی بہتری کے لئے جو احکام مقرر فرمائے ہیں وہ سراسر مبنی بر حکمت ہیں، اس نے ہمیں جو دین عطا فرمایا اس میں امن وسلامتی، محبت واخوت، عفوودر گزر اور ہمدردی وخیر خواہی کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلام ایسے عادلانہ معاشی وسماجی نظام کا تصور پیش کرتا ہے جو لوٹ مار، دھوکہ دہی اور ظلم واستحصال سے پاک ہو۔ اسلام کی منشا یہ ہے کہ دولت منصفانہ تقسیم ہو اور یہ صرف چند ہاتھوں میں مرتکز ہو کر نہ رہ جائے، بلکہ صدقات وعطیات کی صورت میں دولت امیروں سے منتقل ہو کر غریبوں کی طرف آئے، اس کے برعکس ربا پر مبنی (سودی) نظام غریبوں سے دولت لوٹ کر امیروں کی تجوریاں بھرتا ہے۔

ربا یعنی سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا مرتکب ہے فاسق مردود الشہادۃ ہے۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے کئی آیات میں ربا کی حرمت وشناعت کو بیان فرمایا ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے سود کی قباحت کو بیان فرمایا اور اس پر متنبہ کیا ہے۔ آئمہ کرام، علما و محققین نے سود کی تعریف، احکام مسائل کو تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔ زیر نظر رسالہ "التحقیق المعلی فی الممانعۃ الوبا" اسی موضوع پر ایک مختصر رسالہ ہے جسے اہلسنّت کے جیّد عالم دین صحافی ومدیر ماہنامہ تحفہ حنیفہ پٹنہ نے آج سے تقریباً 70 سال پہلے تحریر فرمایا تھا۔

یہ رسالہ سود کے موضوع پر مختصر اور مفید تحریر ہے جسے مولانا ابو ثوبان ملک کاشف مشتاق عطاری المدنی زید علمہ نے زیورِ تحقیق و تخریج سے آراستہ کر کے ادارہ

کو دیا اور موصوف دار الافتاء النور میں ایک عرصے سے تدریب بھی فرما رہے ہیں۔

اور ادارہ جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت اپنی اشاعت کے 287 پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مصنّف کی قبر مبارک پر بے حساب رحمتیں نازل فرمائے اور محشی مخرج اور اراکینِ ادارہ کی سعی کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور اس کاوش کو عوام وخواص کے لئے مفید بنائے۔ آمین

محمد عطاء اللہ نعیمی

(خادم دار الحدیث والافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

مولانا ابوالمساکین ضیاء الدین پیلی بھیتی

ولادت

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد ضیاء الدین اور کنیت ابوالمساکین ہے، آپ کے والد کا نام حسین علی تھا۔ ولادت باسعادت ماہ شوال 1390ھ کو یوپی کے ضلع شاہ جہانپور کے مشہور ومعروف قصبہ تلہر میں ہوئی۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم والد ماجد سے اور مقامی مدرسہ میں پائی۔ اس کے بعد شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدّث سورتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مدرسۃ الحدیث میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کی اور دورہ حدیث کی تکمیل فرما کر دستارِ فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ استاذ محترم کے ایما پر تکمیل الطب کالج جھوائی ٹولہ لکھنؤ سے طب کا امتحان پاس کیا۔

تلامذہ

حضرت ابوالمساکین علیہ الرحمہ کے تلامذہ گجرات، مہاراشٹر، مدارس اور یوپی پورے ملک کے عرض وطول میں پھیلے ہوئے تھے اور سب سے زیادہ مشہور ومعروف شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی وجیہ الدین صاحب تھے۔ مفتی صاحب آپ کے مرید اور خلیفہ بھی تھے اور خانقاہ ضیائیہ کے صاحبِ سجادہ بھی تھے۔

دینداری وپرہیزگاری

حضرت ابوالمساکین محمد ضیاء الدین پیلی بھیتی کی ذات دینداری، پابندی شرع اور مذہبی رکھ رکھاؤ میں بڑی نمایاں تھی، بلکہ پیلی بھیت میں آپ کی ذات سے شریعتِ مطہرہ کا رُعب قائم تھا۔

آپ کے شاگرد رشید حضرت مفتی وجیہ الدین صاحب علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ

حضرت ابوالمساکین ہمیشہ ذکر وعبادت میں مشغول رہتے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے عامل تھے، مزاج میں سادگی اور تواضع تھی، چہرہ پر عبادت وریاضت کی وجہ سے ایک خاص چمک رہتی تھی، نوافل ومستحبات کو بھی پابندی سے ادا فرماتے۔ نماز تہجد کے پابند تھے اور اس کے لئے فرض نمازوں جیسا اہتمام کرتے تھے۔ محدّث سُورتی علیہ الرحمہ کے مزار اقدس کے قریب، بیلوں والی مسجد میں جمعہ کی خطابت اور پنج وقتہ نمازوں کی امامت فی سبیل اللہ فرماتے تھے۔ اذان بھی خود ہی کہا کرتے تھے، بدمذہبوں، بد دینوں، مبتدعوں کے حق میں بڑے سخت تھے۔

تصانیف

حضرت ابوالمساکین علیہ الرحمہ نے تعلیم وارشاد وافتاء کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا کام بھی کیا اور لوگوں کی ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے متعدد کتب تصنیف فرمائیں، جن کے اسماء یہ ہیں:

(۱)... ضیاء الارشاد
(۲)... بہارستان خلد، حصہ اول
(۳)... بہارستان خلد، حصہ دوم
(۴)... بہارستان خلد، حصہ سوم
(۵)... بہارستان خلد، حصہ چہارم
(۶)... بہارستان خلد، حصہ پنجم
(۷)... تکملہ باقیہ مضامین رسائل
(۸)... التحقیقات الزکیہ فی بیان اللحیہ
(۹)... رد مخالفان قرآن
(۱۰)... فضل الصحابہ
(۱۱)... التحقیق المعلّٰی (رسالہ ہذا)
(۱۲)... ضروری احکام دین
(۱۳)... فرامین شریعت
(۱۴)... اعلام ضروری۔
(۱۵)... تنبیہ ضالین
(۱۶)... مراتب سیاست کا مدلل بیان
(۱۷)... حقیقت بطل مرتدین
(۱۸)... بیاض طب

(۱۹)...بیاضِ روحانی (۲۰)... فتاویٰ ضیائیہ 4 جلدوں میں

بیعت وخلافت ﴾

آپ کو بیعت وخلافت حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ والرضوان سے تھی۔ حضرت مفتی وجیہ الدین صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت ابو المساکین کو اعلیٰ حضرت کے ساتھ کافی قرب رہا، ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر اعلیٰ حضرت کے ساتھ رہے، لیکن اعلیٰ حضرت سے بیعت ہونا آپ کی قسمت میں نہ تھا۔ حضرت مفتی وجیہ الدین صاحب فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے آپ کو خلافت کے لئے بلوایا تھا، لیکن آپ مصروفیات کی وجہ سے فوراً حاضرِ خدمت نہ ہو سکے، بعدِ جمعہ حاضرِ خدمت ہوئے، تب تک اعلیٰ حضرت کا وصال ہو چکا تھا، آپ کو زندگی بھر اس کا افسوس رہا۔

سفرِ حج وزیارت ﴾

حضرت ابو المساکین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ منورہ کی دولت بے بہا سے چالیس سال کی عمر میں مال مالا ہو چکے تھے۔ دوسری بار 1933ء میں آپ کو یہ شرف نصیب ہوا۔ واپسی پر پیلی بھیت میں آپ کا بڑا شاندار استقبال کیا گیا۔

وفات، جنازہ اور تدفین ﴾

28 محرم الحرام 1364ھ قبل از وقتِ فجر بحالتِ نماز وصال فرمایا۔ شیر بیشہ اہلِ سنت حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بھشتیوں والی مسجد سے متصل خود ان کی بیٹھک میں تدفین عمل میں آئی۔

(سالنامہ تجلیات رضا (بریلی شریف): 1431ھ/2010ء، ص: 152 تا 159 ملخصاً)

سوال:

علمائے اہلِ سنّت کا اس مسئلہ میں کیا ارشاد ہے کہ سُود یعنی بیاج کسے کہتے ہیں؟ سُود کا لینا دینا کیسا ہے؟ جدید قانون نافذ ہو جانے سے ہم لوگوں یعنی زمینداروں کو کاشتکاروں سے لگان[1] کی وصول یابی میں بڑی دِقّت ہوتی ہے اور نقصان بھی اُٹھانا پڑتا ہے۔ ہم کو ہندوؤں سے اکثر سابقہ رہتا ہے، بیوپار[2] اور لَین دَین میں سود کا رواج بکثرت جاری ہے، ہمارا ہندوؤں کے ساتھ ایک جگہ رہنا بَسنا ہے، ہم اگر سُود نہ لیں تو لَین دَین میں تکلیف و پریشانی ہوتی ہے، ہم کو سُود لینے میں کس حد تک ممانعت ہے؟ امید کہ خلاصہ جواب عام فہم لکھیے۔

المستفتی:

کپتان ابراہیم محمد پیرا، ساکن ڈہانو۔ ضلع تھانہ، 7ذی الحجہ 1359ھ

الجواب

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

الحمد لربنا الاعلیٰ الذی احلّ البیع وحرّم الرّبا والصّلاۃ والسّلام علی حبیبہ سیّد الورٰی وعلی اٰلہ وصحبہ الذین ہم نجوم فلک الھدیٰ ودرر بحر الورع والتقیٰ.

سُود کی تعـــریف﴾

سُود مال کی اُس زیادتی کو کہتے ہیں، جو مال کو مال سے بدلنے میں بدونِ عوض ہو۔ جیسا کہ "کنزالدقائق" میں ہے:

(1)۔۔: زرِ آمدن جو زمین سے حاصل ہو۔

(2)۔۔: تجارت

فَضْلُ مَالٍ بِلَاعِوَضٍ فِي مُعَاوَضَةِ مَالٍ بِمَالٍ۔ [1]

[یعنی، وہ مالی زیادتی جو مال کو مال سے بدلنے میں بغیر کسی عوض کے ہو۔]

سُود بلاشبہ حرام ہے۔ اس کی تحریم اَدِلّہ ثلاثہ سے ثابت ہے یعنی، قرآن کریم واحادیث واجماع سے۔ اس کو حلال جاننے والا یقیناً کافر ہے۔ کلام مجید میں متعدد آیتیں اِس کے حرام ہونے پر وَارد ہوئیں اور اِس کی سخت تر وعیدیں آئیں۔

آیاتِ قرآنیہ

[آیت نمبر:1]

﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾

[پ:۳، البقرہ،۲۷۵]

یعنی، وہ لوگ جو سُود کھاتے ہیں قیامت کے دن کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنادیا ہو (جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا، گرتا پڑتا چلتا ہے، قیامت کے دن سُود خور کا ایسا ہی حال ہو گا کہ سُود سے اُس کا پیٹ بھاری ہو جائے گا اور وہ اُس کے بوجھ سے سیدھا ہونا چاہے گا گر پڑے گا) یہ اِس لئے کہ انہوں نے کہا کہ بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ عزّوجلّ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود۔

[آیت نمبر:2]

---

(1)۔۔:(کنز الدقائق، کتاب البیع باب الربا، ص:74)

﴿یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَ یُرۡبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیۡمٍ ﴿۲۷۶﴾﴾ [پ:۳، البقرہ،۲۷۶]

یعنی، اللہ عزّوجلّ ہلاک کرتا ہے سُود کو(اور سُود خور کو برکت سے محروم کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہ اُس سے صدقہ قبول فرمائے اور نہ حج نہ جہاد نہ صلہ قبول فرمائے)اور بڑھاتا ہے خیرات کو(اور اس میں برکت فرماتا ہے)اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گناہ گار۔

[آیت نمبر:3]

﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۷۸﴾﴾[پ:۳، البقرہ،۲۷۸]

یعنی، اے ایمان والو! اللہ عزّوجلّ سے ڈرواور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سُود، اگر مسلمان ہو۔

[شانِ نزول:]

شانِ نزول اِس کا یہ ہے کہ یہ آیت اُن اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو سُود کی حرمت نازل ہونے سے پہلے سُودی لین دین کرتے تھے اور اِن کی بڑی بڑی بھاری رقمیں دوسروں کے ذمہ باقی تھیں۔ اس آیت میں حکم دیا گیا کہ سُود کی حرمت نازل ہونے کے بعد پہلے کے مطالبات بھی واجب الترک ہیں اور پہلا سُود بھی مقرر کیا ہوا اب لینا جائز نہیں۔

[آیتِ وعید نمبر:4]

گزشتہ آیت کے بعد ہی یہ آیت ہے:

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ۚ وَ اِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَکُمۡ رُءُوۡسُ اَمۡوَالِکُمۡ ۚ لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۹﴾

[پ:۳، البقرہ،۲۷۹]

یعنی، پھر ایسا نہ کروگے، تو یقین کرلو! اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کا (لڑائی تو درکنار لڑائی کا تصوُّر بھی کوئی نہیں کرسکتا چنانچہ اَصحاب نے اپنے مطالبات جو بھاری بھاری رقمیں تھیں سب چھوڑ دیں اور یہ عرض کیا کہ ہمیں اللہ عزّوجلّ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کی کیا تاب و مجال ہے ؟ اور تائب ہوگئے) اور اگر تم توبہ کروتو اپنا اَصل مال لے لو، نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ (زیادہ لے کر)، نہ تمہیں نقصان ہو (راس المال گھٹا کر)۔

قرآن کریم سے بقدرِ ضرورت آیتیں بیان ہوچکیں، اب مِن جملہ احادیثِ کثیرہ کے چند ذکر کی جاتی ہیں:۔

﴿احادیثِ مبارکہ﴾

[حدیث نمبر:1]

«لَعَنَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ آکِلَ الرِّبَا وَمُؤۡکِلَہٗ وَ کَاتِبَہٗ وَشَاہِدَیۡہِ وَ قَالَ ہُمۡ سَوَاءٌ» رَوَاہُ مُسۡلِم عَنۡ جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ [1]

یعنی، سَرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سُود کھانے والے پر (کہ سُود لیتا ہے) اور سُود کھلانے والے پر (کہ سُود دیتا ہے اور اُس کے وسیلے سے قرض لیتا ہے) اور سُود کے لکھنے والے پر (کہ سُودی کاغذ اور دستاویز لکھتا ہے) اور سُود کے گواہوں پر (اَمرِ نامشروع و حرام پر امداد

(1)۔۔۔مشکوۃ المصابیح: کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، 524/2، الحدیث:2826= صحیح مسلم: کتاب المساقاۃ، باب لعن اکل الربا و موکلہ، 1219/3 الحدیث:1598)

کے باعث) اور فرمایا کہ (سُود لینے اور دینے والا اور اس کا کاتب اور اُس کے گواہ) سب برابر ہیں یعنی وُرودِ لعنت اور ارتکابِ گناہ میں۔

[حدیث نمبر:2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الرِّبَا سَبعُونَ جُزءاً أیسَرُ ھا أن ینکحَ الرَّجُلُ أُمَّہ» رَوَاہ ابنُ ماجہ والبیھقی فی شُعبِ الاِیمانِ عَن اَبی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ(1)

یعنی، سُود کھانا ستّر ٹکڑے ہیں، اُن ستّر سے بہت زیادہ آسان اور ہلکا ٹکڑا یہ ہے کہ مرد اپنی ماں کے ساتھ وطی کرے۔ انتھی

ماں کے ساتھ وطی کرنے سے اور کون بڑھ کر زنا ہو گا۔ نَعُوذُ بِاللہِ مِن ذٰلِکَ

[حدیث نمبر:3]

سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں:

«أتیت لیلۃ أسري بي علی قوم بطونھم کالبیوت فیھا الحیات تری من خارج بطونھم فقلت: من ھؤلاء یا جبریل؟ قال: ھؤلاء أکلۃ الربا» رَوَاہُ أحمَدُ وَابنُ مَاجَۃَ عَن أَبِی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ(2)

یعنی، شبِ معراج ایک گروہ پر میں خود آیا یا مجھ کو لایا گیا کہ جن کے پیٹ مثلِ گھروں کے ہیں یعنی مکانوں کی طرح بڑے ہیں، اُن میں سانپ بچھو بھرے ہیں، وہ سانپ بچھو اُن کے پیٹوں کے باہر سے دکھائی دیتے ہیں جیسے شیشے کے اندر کی چیز باہر سے معلوم ہوتی ہے۔ میں

---

(1)۔۔:مشکوۃ المصابیح: کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، 524/2، الحدیث:2826 = سنن ابن ماجہ: کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، 80/3، الحدیث:2274 = الجامع لشعب الایمان: الثامن و الثلاثون من شعب الایمان، وھو باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، 363/7، الحدیث:5131

(2)۔۔:مشکاۃ المصابیح: کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، 524/2، الحدیث: 2828 = سنن ابن ماجہ: کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، 80/3، الحدیث:2273 = مسند احمد بن حنبل: تتمۃ مسند ابی ھریرۃ، الحدیث:8640، 285/14

نے کہا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السّلام نے عرض کی: یہ لوگ سُود کھاتے ہیں۔

﴿سُود کے تفصیلی احکام﴾

اب تفصیلِ سُود کتبِ فقہ سے کہ کن چیزوں میں ہوتا ہے اور کن چیزوں میں نہیں؟ یہ فقیر نہایت توضیح کے ساتھ بقدرِ ضرورت بیان کرتا ہے۔

پَس واضح ہو کہ سُود کے پائے جانے کی دَہ چیزیں ہیں جن میں قدر اور جنس ایک ہو۔

[قَدر سے مراد:]

قَدر کے ایک ہونے سے یہ غرض کہ جو چیز بیچی جائے اور جو چیز خریدی جائے وہ دونوں کَیلی ہوں یعنی پیمانے سے ناپی جاتی ہوں جیسے گیہوں، جَو، چنے، جوَار وغیرہ۔

یا کَیلی نہ ہوں، بلکہ ترازو سے وزن کی جاتی ہوں جیسے سونا چاندی کہ ایک ترازو باٹوں سے بکتا ہے اور لوہا تانبا ایک ترازو باٹوں سے فروخت ہوتا ہے۔

[جِنس سے مراد:]

جِنس سے ایک ہونے سے یہ مراد ہے کہ دونوں ایک ہی قسم کے مال ہوں۔

﴿قدر و جنس کا اختلاف واتحاد کی صورتیں اور احکام﴾

پس اتحاد واختلاف قدر و جنس کو یا ان دونوں کے فوت ہونے کو تین نمبروں میں بمع حکم بیان کیا جاتا ہے۔

(1)۔۔(الف:) جن چیزوں میں قدر و جنس دونوں اکٹھے پائے جائیں گے تو اگر اُن کی بیع میں وزن کی کمی بیشی ہو گی یا اُدھار بیچی جائیں گی تو سود لازم آئے گا اور بیع حرام ہو گی مثلاً گیہوں کو گیہوں کے عوض اور جَو کو جَو کے بدلے یا روپے کو روپے یا چاندی کے بدلے، اشرفی کو اشرفی یا سونے کے عوض، لوہے کو لوہے کے بدلے، تانبے کو تانبے کے عوض بیچنا۔

(ب:) اور جو اکٹھے نہ پائے جائیں گے یعنی، صرف قدر میں وہ اشیاء ایک ہوں اور جنس

میں مختلف یا جنس میں ایک ہوں اور قدر میں مختلف تو اُن میں ادھار حرام ہے، زیادتی حرام نہیں جیسے گیہوں، جَو کے بدلے یا چنے، جَوار کے بدلے یا جَو، گیہوں کے عوض یا سونا، چاندی کے بدلے یا لوہا، تانبے کے عوض بیچا تو زیادہ لینا حلال ہو گا۔ مثلاً گیہوں سیر بھر اور جَو دو سیر اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے، اُدھار حرام ہو گا، اس لئے کہ گیہوں، جَو، چنے ایک کیل سے بیچے جاتے ہیں اور لوہا، تانبا ایک ترازو اور ایک باٹوں سے اور سونا چاندی ایک ترازو ایک باٹوں سے فروخت ہوتا ہے۔ زیادتی کا حلال ہونا اِس وجہ سے ہے کہ اِن میں اگرچہ قدر ایک ہے مگر جنس ایک نہیں۔

(2)۔۔ جنس تو ایک ہے مگر کیل و وزن نَدارد۔ مثلاً گزری[1] کو پارچہ گزی کے عوض، گھوڑے کو گھوڑے کے بدلے، بکری کو بکری، گائے کو گائے، بھینس کو بھینس، بیل کو بیل کے عوض فروخت کیا جائے جب بھی زیادتی حلال، اُدھار حرام کہ جنس تو ایک ہے مگر کَیل وزن نہیں۔

(3)۔۔ جو چیزیں ایسی ہوں کہ نہ تو قدر میں ایک ہوں، نہ جنس میں ایک ہوں۔ مثلاً کپڑا، غلہ، تانبا، لوہا، پیتل، روپے یا اشرفی سے فروخت کیا جائے تو ان کی بیع میں زیادتی اور اُدھار دونوں مباح و حلال ہیں کہ اُن چیزوں میں نہ تو جنس ایک ہے نہ قدر متحد ہے، اس لئے کہ گیہوں چنے، جَو وغیرہ غلہ کَیلی ہے اور روپیہ اشرفی وزنی اور لوہا، تانبا اگرچہ وزنی ہے مگر ان کی ترازو باٹ اور ہیں اور چاندی سونے کے ترازو باٹ دوسرے۔

فقیر پُر تقصیر نے اِس بیان میں طُول کی حاجت نہ سمجھی، صرف اِسی پر اکتفا کیا، اس لئے کہ معیار و اَصلِ سود یعنی اِتحادِ قدر و جنس کو بیان کر کے پوری توضیح مع مثالوں کے کر دی گئی

---

(1)۔۔: موٹا سوتی کپڑے کا ٹکڑا

ہے اور سُود کی دونوں قسمیں فضل ونَسیہ یعنی زیادتی اور اُدھار کی تشریح بھی ہو گئی۔ پس اِس مختصر بیان سے ہر چیز کی بیع میں سُود کے ہونے نہ ہونے کا صاف حکم معلوم ہو سکتا ہے۔ خرید وفروخت میں اس کو پیش رکھنا اور دستآویزِ عمل بنانا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

تنبیہ:

ایک صورت سُود کی یہ بھی ہے کہ کسی مسلمان کو قرض دے کر اُس سے قرض کے دباؤ میں کسی طرح کا نفع حاصل کیا جائے اور وہ قرض دار قرض کے دباؤ سے اُس نفع کو خواہ مخواہ برداشت کرے، چاہے وہ نفع روپیہ قرض دے کر نہ ہو بلکہ کسی جائداد یا مکان یا دکان یا زمین یا زراعتی وغیر زراعتی یا پھل دار درخت وغیرہ ہی کو رَہن رکھا کر ہو۔ جس کو دَخلی رَہن کہتے ہیں۔ اس سے بھی ناجائز فائدہ اُٹھانا، نجاستِ سُود سے آلودہ ہو کر حرام، سببِ رُسوائی یوم القیام ہے۔ اس کے ثبوت میں ایک حدیث کافی ہے کسی اور ثبوت کی حاجت نہیں۔

[حدیث نمبر:4]

رسول اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:

«إذا أقرض أحدکم قرضا فأهدی إلیه أو حمله علی الدابة فلا یرکبه ولا یقبلها إلا أن یکون جری بینه وبینه قبل ذلک» رَوَاهُ ابنُ مَاجه وَالبیهقی فِی شُعَبِ الإیمَانِ عَن أَنَس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنهُ[1]

یعنی، جب ایک تم میں کا دوسرے کو قرض دے پھر ہدیہ بھیجے، وہ دوسرا جس نے قرض لیا ہے، اُس کی طرف سے جس نے قرض دیا ہے یا وہ دوسرا قرض دینے والے کو سواری پر

(1)۔۔:(مشکاة المصابیح: کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، رقم:2831=سنن ابن ماجة: کتاب الصدقات، باب القرض، رقم:2432=الجامع لشعب الایمان: الثامن والثلاثون من شعب الایمان، وهو باب فی قبض الید عن الاموال المحرمة، 363/7، رقم:5144)

سوار کرے تو اُس کی سواری پر سوار ہو نہ اُس کا ہدیہ قبول کرے (تاکہ سُود نہ ہو جائے) ہاں!
اِس کے اور اُس کے درمیان اس طرح کے مَراسم وعادات پہلے سے جاری ہوں یعنی وہ قرض
لینے کے قبل بھی اپنی سواری پر سوار کرایا کرتا اور ہدیہ بھیجا کرتا ہو، قرض لینے کی وجہ سے ایسا
نہ کیا ہو۔

﴿سُود سے بچنے کا اہتمام شرعی﴾

سُود سے بچنے کے بارے میں شریعتِ مقدّسہ نے یہاں تک اہتمام فرمایا کہ قرض دار کی
دیوار کے سائے میں بیٹھنے سے بھی اہلِ ورع واَصحابِ تقویٰ نے احتیاط فرمائی۔

اس مسئلہ میں معیار واَصلِ کلی وہ ہی ہے جس کو خاتمۃ المحققین، زُبدۃُ المحدّثین، عالم ربّانی
حضرت مولانا شاہ عبد الحق دہلوی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ نے "اشعۃ اللمعات" میں اسی حدیث کی شرح
میں تحریر فرمایا ہے کہ:

«ہر قرضے کہ بکشد سودے را پس آں ربو است»[1]

اور صاحبِ دُرِّ مختار نے "دُرِّ مختار" میں افادہ فرمایا:

«کل قرض جر نفعا حرام»[2]

دونوں عبارتوں کا ترجمہ یہ ہے: جو قرض نفع کو کھینچے یعنی نفع حاصل ہو تو وہ بیاج
ہے، حرام ہے۔ نُقِلت ھٰذہ الاَحَادِیثُ کلّھا عَنْ مِشکوٰۃِ المَصَابیح

اب یہاں سے سائل کی باقی باتوں کا تفصیلی جواب دیا جاتا ہے۔ پس سائل کو معلوم کہ
جدید قانون کے اِجراء سے لگان کی وُصول یابی میں بے شک دِقّت وپریشانی ہوتی ہو گی، اس
قانون نے واقعی کاشت کاروں کو بہت کچھ نفع پہنچایا اور زمین داروں کو نقصان میں ڈالا اور عاجز

---

(1)۔۔:(اشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، 25/3)
(2)۔۔:(در مختار، کتاب البیوع، فصل فی القرض ص: 430)

و مجبور کر دیا، قانون کی خلاف تو ہو ہی نہیں سکتی، جو کچھ بھی پیش آئے گا، لَا محالہ برداشت کرنا پڑے گا۔

اس بات کا جواب (کہ ہم کو ہندوؤں سے اکثر سابقہ پڑتا ہے اور لین دِین میں سُود کا رواج بکثرت جاری ہے) یہ ہے کہ مسلمانوں کے سوا تمام کفار و مشرکین سے، چاہے ہندو ہوں یا پارسی یا یہودی یا عیسائی وغیرہ اُن میں سے کوئی بھی اگر اپنی ضرورت کی وجہ سے اپنے دل کی خوشی سے کسی مسلمان سے، خواہ آپ ہوں یا کوئی اور مسلمان مثلاً دس روپے قرض لے اور کسی مدّت مقرر پر دَس، گیارہ یا بارہ یا اِس سے کم و بیش ٹھہر جائیں تو اُس مدت کے ختم ہو جانے پر دَس کے گیارہ یا جتنے ٹھہرے ہوں، لے سکتے ہیں اور اس معاملہ کی دستاویز بھی لکھا سکتے ہیں اور نہ دے تو کچہری کے ذریعے سے لے سکتے ہیں۔

اسی طرح کھیت کا لگان وقتِ مقرر سے زیادہ مدّت میں ادا کریں تو مقدّمہ دائر کر کے بھی۔جو اُن کے ذمہ واجب الادا ہے اُس سے زیادہ حسبِ قانونِ حکومت جتنا بھی ہو مع اصل لگان و خرچ مقدّمہ جو مدّعی کو دلایا جاتا ہے۔وصول کر سکتے ہیں؛ لعدم العصمۃ (گناہ نہ ہونے کی وجہ)۔

اسی طرح کفار مثلاً ایک مَن گیہوں یا دیگر غلّہ بیج وغیرہ کے واسطے لیں اور مَحَصل کٹنے پر ڈیڑھ مَن یا کم و بیش جتنا ٹھہرا ہوا دیں تو اُن سے وہ زیادہ لینا جائز ہے، اگر نہ دیں تو مقدّمہ کر کے وصول کر لیں مگر یہ یاد رہے کہ وعدہ خلافی، بے وفائی، غداری اُن کے ساتھ بھی نہیں کر سکتے؛ کہ ممنوع ہے۔

یہ بھی اچھی طرح یاد رکھو اور خوب متوجّہ ہو کر سنو! کہ اہلِ اسلام سے سُود وغیرہ زیادتی کا کوئی معاملہ ہر گز ہر گز نہ کیا جائے، اَصل سے زائد کچھ بھی نہ لیا جائے۔اگر مسلمان سے کوئی مقدّمہ بھی دائر کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو صرف وہی لیں جو اُس پر چاہیئے ہے، ایک پیسہ

ایک حبّہ، اُس سے زیادہ لینا حرام اور مقدّمہ کا خرچ بھی بالکل نہ لیں، اگرچہ اپنا ہی خرچ ہوا ہے کہ یہ بھی ناجائز و حرام ہے۔

اور یہ بھی خوب یاد رہے کہ خود کسی کافر و مشرک یا خاص مسلمان ہی سے اگر قرض لینے کی ضرورت پڑے تو اُس کے مطالبے سے ہرگز زیادہ نہ دیا جائے اگرچہ وہ زیادتی نہایت قلیل ہو؛ کہ اُس زیادتی کا حکم خالص سُود کا حکم ہے جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا۔

خلاصہ یہ ہے کہ صرف کفار و مشرکین سے اپنے اَصل مطالبے سے زیادہ لے سکتے ہیں، اُن کے اَصل سے زیادہ دے نہیں سکتے۔

هذا ما افاده أفضل المحققين أعلم العلماء الکاملین امامُ اهلِ السُنة والجماعة مولانا المولوی المفتی احمد رضا خان البریلوی نوّر اللّٰہ مَرقَدہ وبرّد ضریحه فی فتاواه.[1]

یعنی، اس مسئلہ کی مکمل وضاحت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔

فائدہ﴾

مسلمانوں کو روپیہ دے کر اُن سے اگر خاطر خواہ نفع لینا چاہیں اور سُود بھی نہ ہو تو سُود سے بچنے کے جائز طریقے عمل میں لائیں اور وہ جائز طریقے اَعلَم علمائے اہلِ سُنّت، مجدِّدِ دِین و ملّت، مولانا، شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کتابِ مستطاب "کِفلُ الفقیہِ الفاهم فی حُکمِ قرطاسِ الدراهم" سے بالکل صحیح طور پر معلوم ہو سکتے ہیں، اُس کا مطالعہ فرمائیں۔

واضح ہو کہ جس طرح سُود سے بچنا لازم ہے اُسی طرح بیع و اجارہ فاسدہ و باطل سے پرہیز

(1)۔۔: فتاویٰ رضویہ: جلد:17، صفحہ: 291 تا 561 ملاحظہ ہو۔

کرنا بھی ضروری ہے۔

بیع کی تعریف

بیع، شرعاً اِس کی تعریف، آپس کی رضامندی سے ایک مال کو دوسرے مال سے بدل لینا ہے۔

بیع کے ارکان

طرفین سے ایک کے ایجاب اور دوسرے کے قبول سے بیع لازم ہو جاتی ہے، جب کہ ایجاب و قبول دونوں بصیغہ ماضی ہوں جیسے ایک کہے: میں نے یہ گھر بیچا۔ دوسرا کہے: میں نے خرید کیا، پہلے شخص کے قول کو ایجاب اور دوسرے کے قول کو قبول کہتے ہیں۔ کذا فی الکنز[1]

بیع فاسد و باطل

جو بیع ایسی ہو کہ جس کے آخر میں جھگڑا پیدا ہو، وہ فاسد ہے۔ مثلاً مینڈھے، بکری وغیرہ کی پیٹھ پر بال یعنی اُون بیچنا، جھگڑے کی یہ وجہ کہ بدن سے ملی ہوئی اُون زیادہ ہوتی ہے اور وہ آہستہ آہستہ بڑھتی ہے تو اُون کے کاٹنے کی جگہ میں جھگڑا پڑے گا یعنی خریدار زیادہ چاہے گا اور بیچنے والا کم۔ کذا فی الھدایۃ و حواشیھا[2]

یہی حال مشکوک الوجود کی بیع کا ہے جیسے تھنوں میں دودھ کی بیع باطل ہے، احتمال ہے کہ ہوا بھری ہو، دودھ نہ ہو۔

اجارہ کی تعریف

اجارہ کے لغوی معنیٰ: منافع کا بیچنا۔

---

(1)۔۔: کنز الدقائق: کتاب البیوع، ص:70)

(2)۔۔: ھدایہ: کتاب البیوع، باب بیع الفاسد، ص:53

شرعی معنیٰ یہ ہے: نفع معلوم کو چیز معلوم کے بدلے بیچنا۔ھکذا فی الکنز والھدایة[1]

اجارہ کا انعقاد﴾

اجارے کا رکن ایجاب وقبول اُن دو لفظوں کے ساتھ ہے جو عقد اجارہ میں وضع کئے گئے ہیں۔اجارہ ماضی کے دو لفظوں کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔جیسے طرفین سے ایک کہے: میں نے اس گھر کو کرایہ پر دیا۔ دوسرا کہے: میں نے قبول کیا یا کرایہ پر لیا۔ کذا فی الھندیہ والھندیہ عن النھایة[2]

ٹھیکہ پر کام کے احکام﴾

مزدور کے کام سے جو کچھ حاصل ہو،اُس میں سے بعض مزدور کی مزدوری مقرر کرنے سے ٹھیکہ فاسد ہو جاتا ہے۔مثلاً کپڑا بننے والے کو سوت دیا کہ آدھے سوت کا کپڑا بن دے، آدھا بُنائی میں لے لے یا مزدور کیا کہ یہ اَناج فلاں جگہ تک پہنچا دے،اِس میں سے سیر بھر مزدوری میں لے لینا۔ھکذا فی الکنز[3]

گاؤں کا ٹھیکہ جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے کہ ٹھیکہ دار ایک یا دو چار سال کے لئے ٹھیکہ لیتا ہے اور آپس میں سالانہ رقم جتنی طے ہو جاتی ہے وہ اپنے ہی گاؤں کے مالک کو دیا کرتا ہے۔ مالک کو صرف اُسی رقم سے غرض ہے،نہ مال گُزاری ادا کرنے سے کچھ مطلب نہ کاشت کاروں کی تحصیل وصول سے غرض،نہ پیداوار سے -کہ کچھ ہوا یا نہیں- سروکار نہ خشک سالی سے کوئی تعلق، ایسا ٹھیکہ حرام وباطل ہے۔کذا حققه خاتمة المحققین الفاضل البریلوی

---

(1)۔۔:(کنز الدقائق، کتاب الاجارۃ، ص 104، الھدایة شرح بدایة المبتدی، کتاب الاجارۃ الجزء الرابع، 227/2)

(2)۔۔:(فتاوی ہندیة، كِتَابُ الْإِجَارَةِ، الباب الاول: اَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِي تَفْسِيرِ الْإِجَارَةِ وَرُكْنِهَا وَأَلْفَاظِهَا وَشَرَائِطِهَا وَبَيَانِ أَنْوَاعِهَا وَحُكْمِهَا وَكَيْفِيَّةِ انْعِقَادِهَا وَصِفَتِهَا، 438/4)

(3)۔۔:(کنز الدقائق، کتاب الاجارۃ، ص: 105)

علیہ الرحمۃ فی رسالتہ "اجود القریٰ لطالب الصحۃ فی اجارۃ القریٰ"[1]

یعنی، اس مسئلہ کی تحقیق خاتم المحققین فاضل بریلوی نے اپنے رسالہ "اجود القریٰ لطالب الصحۃ فی اجارۃ القریٰ بنام دیہات کے ٹھیکہ کی صحت کے طلب گار کے لئے بہترین مہمانی" میں کی ہے۔

گاؤں کے ٹھیکہ کے جائز ہونے کی بھی صورتیں ہیں جو بباعثِ طول نہ لکھی گئیں، جو صاحب ان کو معلوم کرنا چاہے وہ رسالہ مذکورہ ملاحظہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حزرہ: ابو المساکین محمد ضیاء الدین السنی الحنفی القادری الپیلی بھیتی غفر لہ

﴿تصدیق﴾

الجواب صحیح و صواب والعلامۃ المجیب نجیح و مثاب جزاہ العزیز الوھاب بغیر حساب

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفر لہ۔

۞۞۞۞۞۞

(1)۔۔۔: یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ، جلد: 19، صفحہ 542 تا 550 ملاحظہ ہو۔

ماخذومراجع

۞القرآن الکریم کلام باری تعالیٰ

۞صحیح مسلم،مولف:امام ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری (م:461ھ)،ناشر:دار الکتب العلمیۃ،بیروت

۞سنن ابن ماجہ،مولف:امام أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی،(م:275ھ) الناشر:دار الکتب العلمیۃ،بیروت،الطبعۃ الاولی،1419ھ-1998م

۞مشکاۃ المصابیح،مولف:امام محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزي،محقق:شیخ جمال عیتانی الناشر:دار الکتب العلمیۃ-بیروت،الطبعۃ الاولی:2003م-1424ھ

۞الجامع لشعب الایمان،مولف:امام أبو بکر أحمد بن الحسین البیهقي،الناشر:دار الکتب العلمیۃ-بیروت،الطبعۃ الأولی،1423ھ-2003م

۞مسند الامام احمد بن حنبل،مولف:امام احمد بن حنبل (م 241ھ)الناشر:مؤسسۃ الرسالۃ الطبعۃ:الثانیۃ1420ھ،1999م

۞اشعۃ اللمعات،مولف:شیخ عبد الحق محدث دھلوی،الناشر:کتب خانہ مجیدیہ،ملتان

۞در مختار،مؤلف:امام محمد بن علی بن عبد الرحمٰن الحنفی الحصکفی، (م1088ھ) الناشر:دار الکتب العلمیۃ،بیروت،الطبعۃ الاولی:1423ھ-2002م

۞کنز الدقائق،مولف:امام عبد اللہ بن احمد النسفی الحنفی(م710ھ)،ناشر:المکتبۃ العصریۃ،بیروت،الطبعۃ الاولی:1425ھ-2005م

۞الهدایۃ شرح بدایۃ المبتدي،مولف:امام أبو الحسن علي بن أبي بکر بن عبد الجلیل الرشداني المرغیاني،(م593ھ،الناشر:دار ارقم،بیروت،لبنان)

۞الفتاوی الهندیۃ في مذهب الإمام الأعظم أبي حنیفۃ النعمان،مولف:الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الهند،الناشر دار الفکر،بیروت،الطبعۃ الاولی:1429ھ-2009م

۞فتاویٰ رضویہ،مولف:اعلیٰ حضرت امام اہل سنت احمد رضا خان،1340ھ،1921م، الناشر:رضا فاؤنڈیشن لاهور پاکستان